بدھ | 30- جولائی 1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
قائم مقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق

جلد 47-82 نمبر 167 | بدھ 24 ربیع الاول 1418ھ 30 وفا 1376ہش 30 جولائی 1997ء

بنی نوع انسان کی خدمت اور خدا کی راہ میں وفاداری حقیقی نیکی ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا نقب زنی نہیں کی۔ چوری نہیں کرتا۔ بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی عارف کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا۔ پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو بلکہ اصل اور حقیقی نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کرے اور اس کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائے اور اس کی راہ میں جان دینے تک تیار ہو۔
(ملفوظات جلد سوم صفحہ 502)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء میں مستورات سے حضرت امام جماعت الرابع کا خطاب

آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور جماعت احمدیہ کے کاموں میں احمدی خواتین کا نمایاں حصہ ہے

اگر افریقہ میں احمدی خواتین کو بیدار کر دیا جائے تو وہ چند سال میں افریقہ کی تقدیر بدل سکتی ہیں

لندن: 26- جولائی 1997ء- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء کے دوسرے روز احمدی مستورات کی جلسہ گاہ میں تشریف لے جا کر ان سے خطاب فرمایا اور دنیا کے متعدد ممالک میں خدمت میں مصروف احمدی خواتین کو ان کی خدمت دین کی داد دی۔ حضرت صاحب نے فرمایا آج میں احمدی خواتین کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔ آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا بگڑے ہوئے معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔

حضرت صاحب نے افریقہ کے بارے میں فرمایا وہاں احمدی خواتین سے وہ خدمت نہیں لی جا رہی جس طرح دوسرے ممالک میں ان سے خدمت لی جا رہی ہے۔ اگر ان کو بیدار کر دیا جائے تو چند سال میں سارے افریقہ میں انقلاب آ سکتا ہے۔ اور چند سال میں سارے افریقہ کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

حضرت صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں سب سے پہلے انڈونیشیا کی خواتین کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ جتنی تعداد میں اس دفعہ انڈونیشیا سے احمدی خواتین آئی ہیں پہلے کبھی نہیں آئیں۔ آپ نے فرمایا انڈونیشیا میں جو انقلاب رکا ہوا تھا وہ اب اللہ نے چاہا تو احمدی خواتین کی وجہ سے قریب آ رہا ہے۔

جرمنی کے بارے میں حضرت صاحب نے فرمایا ریسرچ کے کام میں 100 سے زائد احمدی بچیاں دن رات کام کر رہی ہیں۔ یہ پوری بیدار اور ہمہ وقت چوکس ہیں۔ احمدیہ ٹیلی ویژن کے لئے سینکڑوں بچیاں کام کر رہی ہیں۔ دعوت الی اللہ میں بھی مصروف ہیں۔ اس سے پہلے احمدیت کی تاریخ میں مجھے احمدی بچیوں کا اس طرح کام کرنا یاد نہیں۔ بلکہ اس کا 100واں حصہ بھی کبھی عورتوں نے کام نہیں کیا۔

ناروے کی احمدی بچیوں کے بارے میں فرمایا انہوں نے کلام الٰہی کا ایسا اچھا ترجمہ کیا کہ ماہرین ایک بھی غلطی نہ نکال سکے۔ ناروے کی احمدی بچیوں کو دیکھ کر نارویجین لڑکیاں بھی دین حق کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ اور دینی طرز کا لباس پہننے لگی ہیں اس موقع پر حضرت صاحب نے ناروے کی ایک احمدی بچی عزیزہ عائشہ کو بلایا۔

سویڈن کے بارے میں فرمایا پہلے لمبے عرصہ تک صرف ڈاکٹر قانتہ کا نام سنا جاتا تھا۔ اب اللہ کے فضل سے یہاں بہت سی قانتائیں بیدار ہو چکی ہیں۔

ڈنمارک کے بارے میں فرمایا کہ یہاں کے بارے میں میں اتنا کہہ سکتا ہوں اب ایک لہر اٹھی تو ہے اب دیکھتے ہیں کہاں تک پہنچتی ہے۔

پاکستان کے بارے میں فرمایا احمدی خواتین ہر میدان میں آگے ہیں حضرت صاحب نے لجنہ ربوہ کی صدر محترمہ آپا طاہرہ صاحبہ کے بارے میں فرمایا یہ جو کام لندن میں ہوتا دیکھتی ہیں ربوہ میں بھی جاری کر دیتی ہیں۔ حضرت صاحب نے صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ کا بھی ذکر فرمایا جو محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور محترمہ آپا ناصرہ صاحبہ کی بیٹی ہیں۔

لاہور کے ذکر میں حضرت صاحب نے وفات یافتہ محترمہ آپا بشریٰ صاحبہ کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی غیر معمولی خدمات دین کو خراج تحسین پیش فرمایا۔ اب ان کا کام عزیزہ فوزیہ شمیم صاحبہ آگے بڑھا رہی ہیں۔

سرگودھا کے بارے میں فرمایا یہاں کی احمدی عورتیں خاموش کام کر رہی ہیں۔ دیہات میں غیر معمولی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

کراچی کی لجنہ کے بارے میں فرمایا یہ غیر معمولی خراج تحسین کی مستحق ہیں۔ ان کی صدر آپا سلیمہ صاحبہ نیک دل خاتون ہیں ان کے ساتھیوں میں روحی صاحبہ وفات پا چکی ہیں۔ اب امتہ الباری ناصر اور مسز ناصر ملک صاحبہ نے اشاعت کتب میں غیر معمولی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ بہت سے رسائل لکھے ہیں اور نئے سے نئے مزید لکھ رہی ہیں۔ دعوت الی اللہ کے بارے میں بھی لجنہ کراچی کی خدمت کی تعریف فرمائی تاہم فرمایا کہ ہومیوپیتھی میں کراچی میں زیادہ کام نہیں ہوا۔

انگلستان کا ذکر حضرت صاحب نے تفصیل سے فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس نئے دور کا آغاز انگلستان سے ہی ہوا۔ ساری نیکیوں کی بناء یہاں کی احمدی خواتین نے ڈالی۔ اگر یہ میرا سہارا نہ بنتیں تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح میں سارے کاموں سے نبٹ سکتا۔

حضرت صاحب نے فرمایا سال بھر میں مجھے دو لاکھ خطوط موصول ہوتے ہیں ان کا سارا کام یہاں کی عورتوں نے سنبھالا ہوا ہے۔ ان کی سربراہ سارہ رحمان ہیں انہوں نے ایک ٹیم بنائی ہے میرے دل سے بے اختیار ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایک عورت سے کہا کہ آپ کے پاس بہت زیادہ کام ہے اسے کم نہ کر دیا جائے تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ خدا کے لئے ایسا نہ کریں مجھے تو اس کام میں بے حد لطف اور مزا آتا ہے اس ضمن میں حضرت صاحب نے مسز ونڈرمین کی خدمات کا بھی ذکر فرمایا۔ اور فرمایا اللہ ان سب کو جزا دے۔

ریسرچ ٹیموں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا یہ کام لندن سے شروع ہوا۔ تاکہ اہم مسائل پر ریسرچ کر کے دین حق پر حملے کرنے والوں پر جوابی حملے کئے جا سکیں۔ لندن کے بعد جرمنی میں بھی ریسرچ ٹیم بنی۔ اس ضمن میں حضرت صاحب نے نویدہ شاہ صاحبہ اور نویدہ

باقی صفحہ 7 پر

اعلان نکاح

○ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب مربی سلسلہ لندن کے چھوٹے بھائی مکرم عبدالودود بھٹی صاحب ابن مکرم عبدالعزیز شاد کا نکاح ہمراہ عزیزہ مکرمہ راشدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مشتاق احمد گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ مورخہ 4 مئی 1997ء کو مکرم طاہر منیر احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ نے بیت الذکر میں بعوض حق مہر مبلغ 25 ہزار روپے پڑھا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب کرے۔ آمین

درخواست دعا

○ مکرم (ر) صوبیدار چوہدری صداقت احمد صاحب محلہ ناصر آباد غربی ربوہ بعارضہ قلب فضل عمر ہسپتال کی انتہائی نگہداشت کی وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شاندار نتیجہ

○ امسال گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کا نتیجہ امتحان میٹرک سائنس گروپ میں 99% اور آرٹس گروپ میں 85.10% رہا۔
فرسٹ کلاس میں 132 طالبات پاس ہوئیں۔
سیکنڈ کلاس میں 66 طالبات پاس ہوئیں۔
تھرڈ کلاس میں 2 طالبات پاس ہوئیں۔

سائنس گروپ میں صائمہ خالد بنت خالد محمود الحسن بھٹی صاحب نے 758/850 نمبر لے کر ضلع بھر کی طالبات میں سیکنڈ پوزیشن اور تحصیل میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی اور سکول میں بھی فرسٹ رہی۔ امتہ الحی بنت محمد اشرف اسحاق صاحب نے 746/850 نمبر لے کر ضلع میں فورتھ پوزیشن اور تحصیل میں دوسری اور سکول میں بھی دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اور شمائلہ مبشر بنت چوہدری نذیر احمد مبشر صاحب نے 701/850 نمبر لے کر تحصیل میں تھرڈ اور سکول میں بھی تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔

آرٹس گروپ میں نورین شبنم بنت ظفر اقبال صاحب 643/850 نمبر لے کر سکول میں فرسٹ رہی اور شمائلہ تبسم بنت محمد علی صاحب نے 641/850 نمبر لے کر دوسری پوزیشن حاصل کی اور تسنیم اختر بنت شریف اختر صاحب نے 635/850 نمبر لے کر تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

30- وفا 1376 ھش 30- جولائی 1997ء

کامیابیاں اور ہماری ذمہ داریاں

جلسہ سالانہ برطانیہ 1997ء ہمیں اتنی شاندار خوشیاں اور مسرتیں دے کر گیا ہے کہ دنوں یا ہفتوں نہیں بلکہ سال بھر اس کی لذتیں قلب و روح کو شاد کام کرتی رہیں گی۔ ہر احمدی کا ایمان اللہ کی رحمتوں کے اس تاریخی نظارے کی یادوں پر بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

اس جلسہ کی کامیابیوں کا کوئی ایک پہلو نہیں۔ کئی پہلو ایسے ہیں جن کو سامنے لایا جائے تو اللہ کی محبت اور پیار کے نئے نئے دریچے وا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے احمدیہ ٹیلی ویژن پر انٹرویو میں بتایا کہ وہ 1990ء کے جلسہ میں شریک ہوئے تھے اور اب 7 سال کے بعد دوبارہ شریک ہوئے ہیں۔ پچھلے جلسہ اور موجودہ جلسہ کی رونقوں میں بے حد نمایاں فرق آپ نے محسوس کیا۔ ایک اور بات جو محترم سیفی صاحب نے بتائی وہ یہ تھی کہ آپ نے بتایا کہ آپ کو افریقہ کے ممالک نائیجیریا اور سیرالیون میں قریباً چوتھائی صدی خدمات دین کا موقعہ ملا لیکن سال بھر کی کوششوں کے بعد دو چار سو بیعتیں ہوا کرتی تھیں۔ لیکن اب محترم سیفی صاحب نے بتایا کہ مربیان بتاتے ہیں کہ ایک طرف جاتے ہیں تو دو ہزار بیعتیں مل جاتی ہیں دوسری طرف جاتے ہیں تو چار ہزار افراد احمدی ہونے کو تیار ہوتے ہیں۔ تیسری طرف جائیں تو یہی صورت حال ہے اور چوتھی طرف بھی ہزاروں کی تعداد میں کامیابی کے پھل مل جاتے ہیں۔

محترم سیفی صاحب کے انٹرویو میں لندن کے جلسہ کی اس سال غیر معمولی حاضری اور عالمی سطح پر عموماً اور افریقہ میں خصوصاً جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقی اور قبولیت کا جو اظہار ہوتا ہے وہ دلوں میں مسرت اور شادمانی کی لہریں دوڑا دیتا ہے۔ بزرگوں کی قربانیاں رنگ لائی ہیں۔ اور ترقی اور کامرانی کا ایک نیا تاریخ ساز دور شروع ہو چکا ہے۔

کامیابیوں اور کامرانیوں کی ان خبروں کے ساتھ جہاں دل میں خوشی بھر جاتی ہے وہاں پر یہ کامیابیاں نئی ذمہ داریاں بھی لاتی ہیں اور اللہ کے اس ارشاد کو بھی یاد دلاتی ہیں کہ جو لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ پاک ان کو پہلے سے بڑھ کر عطا کرتا ہے اور اپنی رحمتوں کے نہ ختم ہونے والے دائرے میں لے لیتا ہے۔

ایسے احمدی احباب و خواتین جو ابھی تک میدان عمل میں نہیں نکلے۔ جن کی خوشیاں یکطرفہ ہیں۔ جو اپنے آرام کرنے کے مقامات پر ٹی وی آن کئے بیٹھے ہیں اور خوشی کی خبریں سن کر مسرت سے نہال ہوئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تعداد ایسی بھی ہے جو چندوں کی ادائیگی کے اعتبار سے مالی قربانی میں بہت نمایاں ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس میدان میں انہوں نے کبھی سستی نہیں دکھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کا جذبہ قربانی ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے، لیکن جماعت کے لئے وقت دینا ان کے لئے دوبھر ہے ایک اور تعداد ہے جو دیگر جماعتی خدمات، تربیتی امور تنظیمی امور میں بھی مصروف ہے، وقت بھی دیتے ہیں۔ صبح شام دن رات جب بھی ان سے جماعت کے نام پر گھر سے باہر آنے کو کہا جائے وہ فوراً لبیک کہتے ہیں۔ لیکن ایسے مخلصین کو جب دعوت الی اللہ کی مہم میں میدان عمل میں آنے کو کہا جائے تو ایک نامعلوم جھجک اور گھبراہٹ ان پر سوار ہو جاتی ہے۔

ایسے تمام دوستوں اور بہنوں کی خدمت میں ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ دعوت الی اللہ آج کے دور میں تمام جماعتی کاموں کی سرتاج ہے۔ جب بھی جماعتی کاموں کی ترجیحی فہرست بنائی جائے تو اس میں سب سے اوپر دعوت الی اللہ نام لکھا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ ہم خدمت کے اور میدانوں میں مستعد ہیں۔ یا یہ سمجھنا کہ ہم مالی قربانی میں مقدور بھر خدمات بجالاتے ہیں اس لئے دعوت الی اللہ کے میدان میں اترنے کی ہمیں ضرورت نہیں یہ سوچ درست نہیں۔ اللہ کے راستے میں تو جان و مال وہ آبرو سب کچھ فدا کر دینا وقت کا تقاضا اور اس کی اہم ضرورت ہے۔

احباب جماعت کو ایک اور دلچسپ لیکن اہم بات یہ بھی عرض کرنی ضروری ہے کہ دعوت الی اللہ تو ایک نشہ ہے 'ایک لذت ہے' جس کو ایک بار اس کا چسکا پڑ جائے اس کو اور کسی تلقین کی ضرورت نہیں رہتی۔ کسی شاعر کا یہ شعر اس پر بے حد صادق آتا ہے کہ

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

یہ مزا تو جس کو ایک دفعہ لگ گیا اس سے پھر چھوٹتا ہی نہیں پھر تن من دھن اسی میں لگ جاتے ہیں۔ نہ گھر بار کی یاد رہتی ہے نہ روزگار کا غم ستاتا ہے۔ صبح ہو یا شام یہ لطف تو دیوانہ کر دیتا ہے۔ کسی روح کو ہدایت سے سرشار کر دینا' کسی جان کو تباہی سے بچا لینا اور کسی کی زندگی بدل کر اسے ایک نئے راستے پر ڈال دینا۔ یہ کوئی معمولی بات ہے۔ یہ کوئی چھوٹی بات ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک روح کی نجات تو 100 سرخ اونٹوں کی دولت سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایسے احمدی بھائی اور بہنیں جو ابھی اس لذت سے بہرہ ور نہیں ہوئے ان کو ہم اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ اپنے ایمانوں کی تازگی اور روحانیت کے میدان میں نت نئی بلندیاں حاصل کرنے کے لئے ہرچہ بادا باد کہہ کر اس میدان میں کود پڑیں اور قلب و روح کی نئی مسرتیں اور دل و دماغ کا ایک نیا اطمینان اور سکون حاصل کریں۔

یہ ایک تاریخ ساز دور ہے۔ آج ہم اپنی تاریخ اپنے ہاتھوں سے لکھ رہے ہیں۔ اس کے صفحات کو روشن تر بنانے اور اس کے ابواب کو مزید تابناک بنانے کے لئے ہماری مجنونانہ اور دیوانہ وار کوششوں کی ضرورت ہے۔ ابھی منزل بہت دور ہے۔ ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔ ابھی کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روحوں کو تباہی سے بچانا ہے۔ ایک ماں کی سی محبت سے ان کا درد محسوس کیجئے اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اس میدان میں جھونک دیجئے۔ تاکہ قریب آتی ہوئی منزل تیز رفتاری سے ہمارے قریب آجائے۔

اچھا نہیں لگتا میں کہوں اپنی زباں سے
تو دیکھ کہ ملتی ہے مجھے داد کہاں سے
اتنا نہ بڑھا شعلہ بیانی کی اناء کو
پرکھے گا زمانہ تجھے اندازِ بیاں سے
ہر بات بنا دیتی ہے اک نقش ہوا میں
مٹنے نہیں پاتا جو کبھی آہ و فغاں سے

ابو الاقبال

یادماضی مولوی عبدالمغنی صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم ابن حضرت مولوی برہان الدین صاحب

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ

والد صاحب حضرت مولوی برہان الدین صاحب ولد مولوی یسین صاحب قوم گھکھڑ سکنہ جہلم 3 دسمبر 1905ء مطابق شوال 1323ھ بروز اتوار بوقت نو بجے صبح فوت ہوئے۔ جنازہ ساڑھے چار بجے بعد دوپہر پڑھا گیا۔ اور جہلم شہر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر بوقت وفات 75 اور 80 سال کے درمیان تھی۔ آپ کے کارناموں کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ دہلی سے مولوی سید نذیر حسین صاحب سے فارغ التحصیل ہو کر جب آپ واپس آئے تو وزیر آباد سیالکوٹ، گجرات اور جہلم کے اضلاع میں سب سے پہلے فرقہ اہل حدیث کی بنیاد آپ نے ہی رکھی اور سنت وحدیث کو جاری کرنے اور رسم و رواج شرک و بدعت کا قلع قمع کرنے کے لئے سخت سے سخت تکالیف برداشت کیں۔ رات دن بحث و مباحثہ میں گزرتے کہ بعض دفعہ آپ اکیلے ایک طرف ہوتے اور تیں تیں۔ چالیس چالیس مولوی دوسری طرف اور مسلسل پندرہ پندرہ روز تک مباحثہ جاری رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کامیاب کیا اور اہل حدیث کی خاصی جماعت تیار ہو گئی۔ اور وہاں پہلے کی سی تکالیف نہ رہیں۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی وغیرہ آپ کے شاگرد تھے۔

آپ نے حدیث کا درس جاری کیا تو ضلع ہزارہ تک کے عالم پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ آپ مجاہدین کی جماعت میں بھی شامل تھے۔ اور تیراہ تک پیدل جایا کرتے تھے۔ اور ہر وقت (-) موعود کی تلاش میں رہتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے میں بادلی والوں کے پاس گیا پھر گوٹھ والے بزرگ کے پاس گیا۔ پھر غزنی والے بزرگ کے پاس (مراد مولوی عبداللہ شاہ غزنوی) اب میں حضرت بانی سلسلہ کے پاس آیا ہوں۔ اور اب اپنی مراد میں کامیاب ہوا ہوں۔

آپ کے احمدی ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ جب اہل حدیث کی کامیابی پر تکالیف کسی حد تک رفع ہو گئیں تو انہیں دنوں حضرت بانی سلسلہ کا چرچا ہوا۔ چنانچہ آپ پیدل چل کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ہوشیار پور پہنچے اور ان دنوں حضرت بانی سلسلہ چلہ کشی کی غرض سے مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اگرچہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ فی الحال میں آپ کی بیعت نہیں لیتا۔ کیونکہ ابھی مجھے اس کا حکم نہیں ہوا۔ مگر جناب والد صاحب نے آتے ہی حضرت بانی سلسلہ کا ذکر شروع کر دیا۔ بس پھر کیا تھا چاروں طرف مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور ادھر قدرت نے تو آپ کو پیدا ہی مجاہدات کے لئے کیا تھا۔ اس مخالفت سے آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی اور آپ نے ان تمام تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ رات دن بحث و مباحثہ اور درس و تدریس میں گزرتے۔ آپ عام زمینداروں کو یہ کہا کرتے تھے کہ علم نہ تم نے پہلے پڑھا تھا اور نہ اب پڑھا ہے۔ میرے کہنے پر تم اہلحدیث ہوئے اور تم نے مجھے کسی میدان میں شکست پاتے نہیں دیکھا۔ اب میں نے خوب سوچ سمجھ کر حضرت بانی سلسلہ کو مانا ہے تم بے شک حضرت صاحب کی بیعت کر لو۔ اور جہاں چاہو اور جس سے چاہو مباحثہ کروالو۔ اگر میں ہار گیا تو تم بے شک چھوڑ جانا۔ اور اگر میدان اب بھی میرے ہاتھ میں رہا تو پھر تم کو کیا غم ہے۔ چنانچہ بے شمار آدمی آپ کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔

آپ قرآن کریم اور احادیث دونوں کے حافظ تھے۔ علم مناظرہ، علم کلام، منطق اور علم طب کے ماہر تھے۔ آپ کی وفات پر حضرت بانی سلسلہ نے آپ کی اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی یاد میں مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت بانی سلسلہ کو اللہ نے بتایا کہ میری جماعت کے دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک شہتیر مولوی برہان الدین صاحب تھے۔ اور دوسرے مولوی عبدالکریم صاحب۔

جناب والد صاحب خاص رفقاء میں شامل تھے۔ آپ صوفی مزاج تھے۔ حضرت صاحب نے بارہا فرمایا کہ میرے پاس چلے آؤ آپ کے یہاں آنے سے مجھے آرام ہوتا ہے۔ مگر آپ کہا کرتے تھے کہ میں نالائق حضرت صاحب پر اپنا بوجھ ڈالوں میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ البتہ ہر سال دو ماہ کے لئے قادیان میں مقیم ہو جاتے تھے۔

والد صاحب کی زندگی نہایت عسرت میں گزری۔ گھی ہمیں کئی مہینوں تک دیکھنے کو نہیں ملتا تھا۔ کبھی کبھار کچھ نقدی آجاتی تو تلوں کا تیل استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ وہ سستا ہوتا ہے۔ گوشت کہیں سے ہدیتہً آجائے ورنہ دال پر ہی گزارہ تھا اور وہ بھی کچھ اس قسم کی پکی تھی کہ پکنے کے برابر ہوتی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ مخالفت زوروں پر تھی۔ اس لئے کوئی شخص ہمارے نزدیک تک نہیں پھٹکتا تھا۔ بیت الذکر کی رکھوالی ہماری والدہ کیا کرتی تھیں۔ بیت الذکر میں جھاڑو دیتیں۔ اپنے ہاتھ سے غسل خانے صاف کرتیں۔ خوش قسمتی سے بیت الذکر کے صحن میں شہتوت تھا اس کے پتے جمع کر لیتیں اور میں شیشم کے سوکھے پتے باہر سے لے آتا۔ یہ ہمارا ایندھن تھا۔ کیونکہ تنگدستی کے باعث ہم لکڑی خرید ہی نہیں سکتے تھے۔ کئی سال بعد مولوی مہر الدین صاحب ۔ز جب ہمارے ہاں پڑھنے کے لئے آنا شروع کیا اور ایک عرصہ بعد انہیں ہماری اس تکلیف کا علم ہوا تو انہوں نے لالہ موسیٰ سے مارے لئے ڈھاک کی لکڑی بھجوانی شروع کی مگر والدہ صاحبہ نے کبھی اشارۃً وکنایۃً کسی سے اس تکلیف کا ذکر تک نہ کیا۔ آپ خود سوچ لیجئے کہ ان پتوں پر پکی ہوئی روٹی یا دال کیسے پک سکتی تھی۔ چنانچہ ہمارے ہاں یہ طریق تھا کہ پہلے دال کو بھون لیا جاتا۔ پھر اس کو چکی میں پیس لئے اور پھر ہانڈی میں پانی ڈال کر بہت سے پتے جلا کر جوش دیتے اور پھر نمک مرچ ڈال کر اس میں پسی ہوئی دال کا سفوف ڈال کر ہلا دیتے۔ پس یہ ہماری دال تھی۔

ہاں یاد آیا کبھی کبھی سبزی بھی کھایا کرتے تھے مگر اس کا حل بھی سن لیجئے۔ باہر سے سبزی آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ شہتوت کی نازک کونپلیں اور بیری کے تازہ نازک بیر پکا کر کھاتے تھے یہ ہماری سبزی تھی۔

پس یہ تھی والد صاحب کی بسر اوقات کی مختصر روئیداد اور یہ بالکل صحیح اور بلا مبالغہ واقعات ہیں۔ اس حال میں بھی ہم شاہنشاہ تھے۔ بعض دفعہ باہر (دعوت الی اللہ) کے لئے جاتے اور فاقہ کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ کر دعوت الی اللہ کرتے۔ کبھی پان چائے کا ذکر تک نہ کیا۔ خدا جانے کس دل گردہ کے انسان تھے آپ ہی غور کریں۔ جس نے مہینوں تک گھی کی شکل تک نہ دیکھی۔ اور جو کبھی ملا تو تلوں کا تیل (گوشت لکڑی، سبزی کا حال تو میں بتا ہی چکا ہوں) اس شخص کی ہمت کتنی قابل داد ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت یعنی پانی بافراغت ملتا تھا۔

آپ نے اپنی تمام عمر میں اپنی جائیداد کتب خانہ تیار کیا جو ایک حد تک آج بھی بفضل خدا محفوظ ہے۔ جب سلسلہ نے ترقی کی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری تنگ دستی اور تکالیف ختم ہو گئیں۔

سب سے بڑی دولت جو آپ کے ذریعہ ہمارے اور جماعت کے حصہ ہی آئی وہ جہلم شہر کی بیت احمدیہ ہے۔ یہ ایک وسیع بیت ہے اور خدا کے فضل سے شہر کی بڑی بیوت کے برابر ہے اور اب اس بیت کا واحد مالک یہ خاکسار مبائع خادم ہے کسی غیر احمدی یا غیر مبائع کا اس میں کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔ یہ بیت دو دفعہ مخالفوں نے جلا دی۔ آپ نے اسے دوبارہ بنوایا اور شہر کے کسی شخص سے کوئی رقم نہیں لی۔ البتہ افریقہ سے بعض احمدی دوستوں کے چندہ سے بیت الذکر تعمیر کرائی۔

ایک اچھی بات

اللہ تعالیٰ جیسے یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے ڈریں۔ ویسے یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں میں علوم کی روشنی پیدا ہووے۔ اور تا اس سے وہ معرفت کی منزلوں کو طے کر جاویں۔ کیونکہ علوم حق سے واقفیت جہاں ایک طرف سچی خشیت پیدا کرتی ہے وہاں دوسری طرف ان علوم سے خدا پرستی پیدا ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف دینی کتب انتصار احمد مربی سلسلہ

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات آنحضور ﷺ کی شان میں اوراد و وظائف پر مشتمل ایک کتاب ہے جسے صوفیاء کے حلقے میں بہت پسند کیا جاتا ہے یہ کتاب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بھی زیر مطالعہ رہتی تھی چنانچہ آپ کے ابتدائی زمانہ کے متعلق حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ کلام الٰہی کے علاوہ بخاری، مثنوی رومی، دلائل الخیرات، تذکرۃ الاولیاء، فتوح الغیب اور سفر السعادہ پڑھتے اور کچھ نوٹ بھی کر لیا کرتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول ص 77)

دلائل الخیرات کے مصنف ابو عبداللہ محمد بن سلیمان بن ابو بکر الجزولی ہیں جو مشہور بزرگ اور صوفی تھے اس کتاب کے بارے میں صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ مشہور کتاب مشرق و مغرب میں پڑھی جاتی ہے اور شیخ محمد مہدی نے اس کتاب کی ایک لطیف شرح "مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات" لکھی ہے۔

اس کتاب کے شائع شدہ مختلف نسخوں میں تھوڑا بہت فرق پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ محمد بن سلیمان الجزولی سے مختلف لوگوں نے یہ اوراد و وظائف سن کر نقل کئے لیکن صاحب کشف الظنون کے نزدیک سب سے معتبر نسخہ ابو عبداللہ محمد الصغیر السہیلی کا ہے جو امام جزولی کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور انہوں نے اس نسخہ کی تصحیح بھی کی کتاب کے مصنف امام جزولی لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں آنحضور ﷺ پر درود کا بیان ہے اور یہ درود و وظائف اس طرز پر لکھے گئے ہیں کہ پڑھنے والوں کے لئے اسے یاد کرنا آسان ہو اور اس کتاب کا نام میں نے "دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار" رکھا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔

اس کے بعد امام جزولی آنحضور ﷺ پر درود بھیجنے کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں سب سے پہلے تو انہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت درج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آنحضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایماندارو تم بھی اس نبی پر درود اور سلامتی بھیجو۔

اس کے بعد انہوں نے آنحضور ﷺ کے مقدس ارشادات درج کئے ہیں جس میں درود شریف کے فضائل کا ذکر ہے۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا پھر فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا فرشتے اس پر درود بھیجیں گے یہ بھی فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دورد بھیجو آنحضور ﷺ کا اس بارے میں یہ بھی ارشاد ہے کہ میری امت میں سے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اس کے بدلے میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی دس بدیاں مٹائی جائیں گی۔ اس کے بعد تبرکاً آنحضور ﷺ کے دو سو ایک مقدس اسماء درج کئے گئے

باقی صفحہ 5 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک محمد اعظم - ربوہ

کہانی ایک یتیم بچے کی اور ربِّ جلیل کے افضال

آج ایک ایسے بچے کی کہانی سنانے کو دل چاہا کہ جو بہت دور افتادہ اور غیر معروف دیہاتی ماحول میں پیدا ہوا اور قریباً چار برس کی عمر میں اپنے دو کم سن بھائیوں سمیت یتیم ہو گیا۔ یہ کہانی کوئی افسانہ نہیں بلکہ حقیقی اور سچی ہے۔ کہانی کے بیان کا مقصود صرف اور صرف رب کریم کی قدرت نمائی' بلند شان' محبت و شفقت کا اظہار ہے کہ جب وہ کسی بندے کو اپنے افضال سے نوازنا چاہے تو کوئی ہاتھ اور طاقت روک نہیں سکتی۔

تحصیل و ضلع جہلم کے ایک دور افتادہ گاؤں میں جو مٹی کی بلند و بالا "دندیوں اور پہاڑیوں" کے دامن میں واقع ہے وہاں ایک خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کے دو بھائی تھے۔ بڑے بھائی کی اولاد میں تین بیٹے تھے اور چھوٹے بھائی کی اولاد میں چار بیٹے تھے۔ یہاں چونکہ روزگار کے مواقع ناپید تھے اس لئے بڑے بھائی نے اپنے تینوں بیٹوں کو کم سنی میں انگریزی فوج میں بھرتی کروا دیا۔ چھوٹے بھائی نے نوکری کو پسند نہ کیا لہٰذا وہ اہل و عیال سمیت روزگار کی تلاش میں سرگودھا آ گئے اور چک نمبر 48 میں دو مربع زمین ٹھیکہ پر لے کر اپنے اہل و عیال کو لا بسایا۔ جس بچے کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اس بچے کے دادا تھے۔ بچے کے دادا چونکہ کبڈی کے بہترین کھلاڑی تھے لہٰذا علاقہ میں ان کا خوب شہرہ ہوا۔ اور اس طرح ان کا سارا وقت اس علاقائی کھیل کے شغل میں گزرنے لگا۔ چونکہ تعلیم و تدریس کا چنداں رواج نہ تھا نہ سکت تھی اور نہ شعور تھا لہٰذا چاروں بیٹے کھیتی باڑی میں جت گئے۔ صرف ایک بیٹا مڈل تک تعلیم پا سکا۔ ان کا نام محمد مرزا تھا۔ بہت بھلے مانس اور باکردار انسان تھے۔

یہاں ضمناً ایک دلچسپ واقعہ بھی عرض کرتا ہوں۔ میری امی جان فرمایا کرتی تھی کہ ایک دفعہ محترم محمد مرزا صاحب نشتر آباد (سابق سکھانوالی) سے لائل پور اب فیصل آباد بذریعہ ریل گاڑی گئے تو واپس آ کر بتایا کہ میں دریائے چناب کے قریب ایک عجیب نظارہ دیکھ کر آیا ہوں وہ یہ کہ ہندوستان سے کوئی اللہ والا آ کر دریائے چناب کے کنارے بیابان میں ایک نیا شہر آباد کر رہا ہے۔ جگہ جگہ خیمے لگے ہیں۔ یہ نظارہ مجھے ایسا پیارا لگا کہ دل چاہتا ہے کہ سارا کام کاج چھوڑ کر میں بھی اس بزرگ کے پاس چلا جاؤں اور خدمت بجا لاؤں مگر گھریلو حالات کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ کی تکمیل نہ کر پائے مگر وہ نہ جانتے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ انہیں کے خاندان یا خون سے اس اللہ والے کے غلام اور خادم پیدا ہو جائیں گے۔

خیر میں تو ذکر کر رہا تھا ایک بچے کا جس پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل اور انعامات ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ جب یہ بچہ چار برس کا ہوا تو یتیم ہو گیا۔ دیہاتی ماحول میں والدہ کے لئے تین بچوں کی پرورش کرنا ناممکنات میں سے لگا مگر اس باہمت خاتون نے اپنے تینوں بیٹوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ انہیں علم کے زیور سے آراستہ کرنے کا عزم صمیم باندھا۔ باوجودیکہ ان جھونپڑیوں (جہاں رہائش تھی) کے قریب کوئی مدرسہ نہ تھا بلکہ تعلیم و تدریس کا عام رواج بھی نہ تھا۔ بہرکیف اس پر عزم' بلند حوصلہ اور بلند ہمت دیہاتی اور ان پڑھ خاتون نے فیصلہ فرمایا کہ وہ ان تینوں بچوں کے حصول علم کی خاطر تن من دھن لگا دیں گی۔ لہٰذا نہایت نامساعد حالات کے باوجود اپنے بڑے بیٹے کو گود میں اٹھایا اور اپنی رہائش گاہ (جھونپڑی) سے دو میل دور پرائمری سکول لے گئیں۔ اور سکول کے مدرس سے یوں گویا ہوئیں۔ یہ یتیم بچہ ہے۔ میں اسے تعلیم دلانا چاہتی ہوں۔ آپ اسے داخل کر لیں۔ تمام اخراجات میں خود ادا کروں گی آپ صرف شفقت سے پڑھایا کریں۔ بس پھر کیا تھا اس باہمت خاتون نے روزانہ بچہ کی انگلی پکڑ کر سکول چھوڑ آنا اور پھر واپس لانا معمول بنا لیا۔ سارا دن محنت مزدوری کرتیں اور بڑی محبت اور شفقت سے تینوں بچوں کی پرورش کرتیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور شفقتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ رب کریم کو اس علم پرور باہمت خاتون کی یہ ادا پسند آئی۔ محنت و مزدوری میں برکت پڑنے لگی۔ یتیم بچہ بھی پڑھائی میں چل نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے تیسری جماعت میں کامیاب ہو گیا۔ پھر دوسرے دونوں بچوں کو بھی سکول داخل کروا دیا گیا۔

میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ متذکرہ بچے کے دادا نے اپنے بڑے بھائی سے الگ ہو کر اپنے اہل و عیال کو روزی کی تلاش میں جہلم سے سرگودھا لا بسایا تھا اور دادا کے بھائی نے اپنے تینوں بیٹوں کو فوج میں بھرتی کروا دیا تھا۔ اس طرح دونوں بھائیوں کی اولاد پروان چڑھنے لگی تو جب یہ بچہ تیسری میں پاس ہوا تو اس کے دو چچا بھی فوت ہو چکے تھے۔ صرف ایک چچا اور دادا سرپرست تھے۔ ادھر دوسرے دادا کی اولاد میں بڑے بیٹے فوج سے ریٹائرڈ ہو کر ایک مربعہ زمین سرکار سے انعام پا کر ملکوال میں زمین کو آباد کرنے آ آباد ہوئے۔ انہیں خیال آیا کہ وہ کیوں نہ اپنے چچا کی اولاد سرگودھا سے ملکوال اپنی زمین کو آباد کرانے کے لئے لے آئیں۔ لہٰذا یوں یہ یتیم بچہ اپنے چچا اور والدہ صاحبہ کے ہمراہ ملکوال کے قریب ایک گاؤں میں منتقل ہو گیا۔ یہاں گاؤں میں بھی کوئی سکول نہ تھا۔ یہاں چونکہ نووارد تھے۔ بہت سی مشکلات اور روکیں پیدا ہوئیں۔ یہاں تک کہ ایک بااثر زمیندار نے کہا کہ بہن اپنے بڑے بیٹے کو مجھے دیدیں۔ میں روٹی کپڑا بھی دوں گا اور پانچ روپے ماہوار تنخواہ بھی۔ اس دور کا یہ بہت بڑا لالچ تھا مگر اس باہمت اور پر عزم خاتون کے ارادہ کی تکمیل میں کوئی روک حائل نہ ہو سکی۔ آپ نے حقارت سے اس کی اس پیشکش اور ہمدردی کو ٹھکرایا اور کڑک کر فرمایا کہ تم اپنی بھینسوں کو قصابوں کو دے دو۔ میں تو اپنے بچوں کو ہر قیمت پر تعلیم دلاؤں گی۔ لہٰذا اس علم کی قدردان خاتون نے چار میل دور ایک گاؤں میں بچے کو چوتھی جماعت میں داخل کروا دیا۔ اب یہ معصوم بچہ چار میل کا سفر پیدل طے کر کے جاتا اور آتا اور پھر زمانہ کی ستم ظریفی یہ کہ نہ کوئی پختہ سڑک اور نہ ہی کوئی سیدھا راستہ سکول جاتا تھا۔ بلکہ کھیتوں اور کھلیانوں میں سے نالیوں اور کھالیوں کو عبور کر کے چلچلاتی دھوپ میں جانا پڑتا تھا۔ پھر پرائمری سکول پاس کیا تو مزید دو میل دور ملکوال شہر میں جانا پڑا۔ مختصر یہ کہ شدید مالی مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود بچے نے سیکنڈ ڈویژن میں میٹرک کر مارا۔ اس طرح رب کریم نے بچے کی ماں کی لاج رکھ لی۔ یہ 1958ء کی بات ہے۔

یہاں سے اللہ تعالیٰ کے افضال کا نزول ایک اور طرح سے شروع ہو جاتا ہے وہ یوں کہ جب یہ لڑکا میٹرک کی تیاری کر رہا تھا تو اس کے چچا جن کی زمین کاشت کرنے کے لئے یہ مختصر سا کنبہ وہاں لایا گیا تھا وہ 55-1954ء میں احمدی ہو چکے تھے۔ انہوں نے جب اس بچے بلکہ اب لڑکے میں شعور اور رشد دیکھا تو اسے اپنا لٹریچر مطالعہ کے لئے مہیا کرنا شروع کر دیا۔ میٹرک پاس کر لینے کے بعد اس کے پاس وقت بھی تھا اور مطالعہ کا شعور اور ذوق بھی بیدار ہو چکا تھا۔ لہٰذا آخر کار 1959ء میں اس پر حقیقت آشکار ہو گئی۔ پھر اس لڑکے نے اپنے ماحول میں اس امر کا چرچا شروع کر دیا۔ حلقہ احباب میں بحث و تمحیص چل نکلی۔ ایک مہربان دوست نے ازراہ ہمدردی بہت سمجھایا کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کر سکتے۔ چچا سے کتابیں لے کر نہ پڑھا کرو۔ جب وہ زمین و آسمان کے قلابے ملا چکے تو لڑکے نے آہستگی سے کہا کہ سچ اور جھوٹ کا فرق سمجھ میں آ جانا عقل اور عمر پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ ابوجہل کتنی عمر کا تھا۔ دانا بھی کہلاتا تھا مگر سچ اور جھوٹ کا فرق نہ سمجھ سکا۔ اس پر وہ لاجواب ہو کر چپ ہو گئے۔

طے پایا کہ جلسہ سالانہ پر جا کر مزید تحقیق کی جائے۔ لہٰذا جلسہ سالانہ جو جنوری 1960ء میں ہوا یہ لڑکا بھی اپنے چچا کے ہمراہ آ گیا۔ یہاں جب ہر امر گہری نظر سے ملاحظہ و مشاہدہ کیا تو بیعت کر لینے پر بے چین ہوا۔ تب چچا نے سمجھایا کہ دیکھو۔ گھر جا کر امی اور بھائیوں سے مشورہ کرنا ورنہ مشکلات در آئیں گی۔ عرض کیا ہرگز نہیں۔ میں حقیقت اور سچائی کو سمجھ لینے کے بعد بزدلی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ ابھی بیعت کروں گا۔ میرا رب میری مدد فرمائے گا۔ وہ کبھی بھی مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ راجو موچی بھی تو روٹی کھا رہا ہے (یہ ایک نو احمدی مخلص تھے جن کے گھر والوں نے نکال دیا تھا) مجھے بھی اللہ تعالیٰ روٹی دیتا رہے گا۔ اس پر اس کے چچا بہت خوش ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ لڑکا 24 جنوری 1960ء میں احمدیت کی آغوش میں آ گیا۔ یوں رب کریم نے دستگیری فرمائی اور نور ایمان نصیب فرما دیا۔ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں' فضلوں اور شفقتوں کا اندازہ لگا سکے! ہرگز نہیں۔

احمدیت قبول کر لینے کے بعد جب یہ لڑکا گھر آیا تو والدہ محترمہ نے ہلکی سی مخالفت کی۔ ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ وہ چونکہ ان پڑھ تھیں مگر علم کی بڑی قدردان تھیں وہ چاہتی تھیں کہ میرے بیٹے دنیاوی علوم حاصل کر کے گھریلو آسودگی کا باعث بنیں۔ ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش بھی ہر لحاظ سے پوری فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے جذبہ محنت کی بڑی قدر فرمائی۔ اس کی قدر تفصیل آگے آئے گی۔

جنوری 1960ء میں جب یہ لڑکا احمدی ہو گیا۔ تو اسے یہ خواہش تڑپانے لگی کہ وہ مرکز سلسلہ میں آ آباد ہو۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مدرس کا کورس کر کے مرکز میں بطور مدرس خدمت کرے۔ لہٰذا 61-1960 میں اسے گجرات شہر میں "جے وی" میں داخلہ مل گیا۔ کورس کی تکمیل کے بعد ستمبر 1961ء میں ربوہ میں ملازمت مل گئی۔ اس طرح وہ اپنی پیاری والدہ محترمہ اور دو چھوٹے بھائیوں کو گاؤں چھوڑ کر ربوہ منتقل ہو گیا۔ کتنے غور اور حمد کا مقام ہے کہ کس طرح رب کریم نے مسلسل نصرت اور رہنمائی فرمائی۔

اب اس فرمانبردار بیٹے نے اپنی پیاری بہادر ماں کا پہلے سے بڑھ کر عزت و احترام شروع کر دیا۔ اور ہرچند کوشش شروع کر دی کہ وہ بھی ربوہ آ جائیں مگر وہ نہ آنے پر بضد رہیں اور بیٹے کو پیار و محبت سے سمجھاتیں کہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ بہن تمہارا بیٹا کافر ہو گیا ہے۔ ربوہ ہرگز نہ جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ادھر چھوٹے بھائی نے بھی 1962ء میں میٹرک پاس کر لیا تو بڑے بھائی نے اسے ربوہ دیکھنے کے لئے بلوایا۔ یہ چھوٹا بھائی امی جان سے اجازت لے کر ربوہ آ گیا۔ چھوٹے بھائی نے ربوہ کا پاکیزہ اور علم پرور روحانی ماحول دیکھا تو احمدیت قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ یہ اس کی صاف باطنی اور سعادت مندی تھی۔ بہرکیف پھر تو بڑا بھائی پھولا نہ سمایا۔ بڑے بھائی نے یہ پر مسرت خبر والدہ صاحبہ کو بھجوائی تو والدہ محترمہ نے لکھا۔

"میرے چھوٹے بیٹے کو فوراً واپس بھجوا دو۔ ورنہ میں یہ سمجھ لوں گی کہ میری دو بیٹیاں تھیں جن کو دور دراز بیاہ دیا ہے۔" تب دونوں فرمانبردار بیٹوں نے اپنی محب ماں کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑے احترام سے حالات و واقعات بیان کر کے ربوہ آنے کی التجائیں کیں۔ مگر وہ ربوہ آنے کو تیار نہ ہوئیں البتہ دونوں بیٹوں کو پیار و محبت سے نواز کر ربوہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ بڑا بیٹا اپنی پیاری والدہ صاحبہ کو ربوہ لانے کے لئے بہت بے قرار رہا اور ان کی شرح صدر کے لئے بزرگان سلسلہ سے دعائیں بھی کرواتا رہا۔

اس طرح دونوں بھائی ربوہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک دن بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ چاہتا تو میں تھا کہ زندگی وقف کروں مگر زندگی وقف کی ذمہ داریاں بہت ہیں۔ بڑی کٹھن منازل ہوتی ہیں۔ گھر میں تنگ دستی ہے۔ مزید تعلیم پر خرچ اور وقت نہ نکال سکا اس لئے ملازمت کرنا پڑی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل

باقی صفحہ 7 پر

حافظ عبدالحلیم - مربی سلسلہ

وسعتِ حوصلہ

اس وقت میں ایک احمدی کے اخلاق فاضلہ پر مشتمل واقعہ پیش خدمت کرتا ہوں پچھلے دنوں دعوت الی اللہ کے حوالے سے ایک غیر از جماعت دوست سے رابطے کا موقع ملا علیک سلیک اور تعارف کے بعد انہوں نے بتایا کہ میں جماعت کو سالہا سال سے جانتا ہوں بہت حد تک جماعت کے عقائد سے بھی واقفیت ہے احمدیوں کے اخلاق کا کوئی جواب نہیں پھر انہوں نے بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں ایک احمدی کے وسعت حوصلہ اور نظام جماعت کی اطاعت کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا۔

وہ کہتے ہیں یہ ان دنوں کی بات ہے جب جلسہ سالانہ منعقد ہوا کرتا تھا۔ لیبر کا میں ٹھیکیدار تھا' لنگر خانہ نمبر2 میں کام کر رہا تھا۔ ایک احمدی نے کسی کام میں مداخلت کی مجھے وہ بہت ناگوار گزری حالانکہ بات بہت معمولی تھی نجانے کیوں مجھے طیش آگیا بات تکرار سے بھی آگے بڑھ گئی میرے ذہن میں یہی گھمنڈ تھا میں چونکہ ٹھیکیدار ہوں میرے کام میں کون مداخلت کر سکتا ہے میں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اس آدمی کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا اتفاق سے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب لنگر خانہ نمبر2 میں ہی موجود تھے۔ ہم دونوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا آپ نے ہم دونوں کی بات سن کر اس احمدی کو حکم فرمایا کہ فوراً ان سے معافی مانگیں انہوں نے بلا توقف میاں صاحب کا حکم سنتے ہی میرے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے اس معزز آدمی کی اس ادا اور اطاعت کے نمونے نے میرے دل پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ میری سخت دلی دور ہو گئی اور میں تڑپ اٹھا۔ میں نے بے ساختہ اس احمدی دوست کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے کہ مجھے معاف کریں قصور میرا ہے میں نے میاں صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں نے تو جلد بازی میں ان پر ہاتھ بھی اٹھایا ہے معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ جب میں کمرے سے باہر نکلا ہوں اس وقت مجھے کسی نے بتایا کہ تمہیں پتہ ہے یہ صاحب کون تھے جن پہ تم نے ہاتھ اٹھایا اور انہوں نے حضرت میاں صاحب کے کہنے پر معافی مانگی میں نے جواب دیا نہیں میں تو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ یہ مجسٹریٹ ہے اور راولپنڈی میں ان کی تعیناتی ہے میں حیران و ششدر رہ گیا۔ یہ کیسے لوگ ہیں کس مٹی سے بنے ہوئے ہیں"

خاکسار کے ذہن میں اس وقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ارشاد آگیا جس میں آپ فرماتے ہیں۔ "سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔"

وسعت حوصلہ عفو و درگزر کے یہ انداز آپ ہی کے ورثہ سے جماعت احمدیہ کو عطا ہوئے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد آپ کے نمونے ہی کو مد نظر رکھتا ہے حضرت بانی جماعت احمدیہ کا ایک ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ

اگر کوئی شخص ایک سال بھر بھی مجھے گالیاں دیتا رہے آخر وہ خود ہی تھک جائے گا خدا نے مجھے بہت حوصلہ دیا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص قادیان آیا اور سبّ و شتم کرتا رہا آخر جاتے جاتے اس نے ایک رقعہ لکھ کر حضرت صاحب کو بھجوایا کہ مجھے کرایہ درکار ہے آپ نے اس شخص کو جو سبّ و شتم کرتا رہتا تھا 15 روپے بھجوائے۔ اس نے اپنے علاقے میں جا کر یہ بات چھپوائی کہ قادیان میں میں نے یہ نظارا دیکھا۔ میرا اس شخص کے ساتھ کیا سلوک رہا اور انہوں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حقیقت یہی ہے آج کے اس دور میں جس میں حوصلہ عفو درگزر جیسی اعلیٰ صفات عنقا ہیں ہمیں اعلیٰ نمونے قائم کرنے ہوں گے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے وسعت حوصلہ کا وصف ہر احمدی کے اندر پیدا کرنے کی تحریک فرمائی ہے حضرت امام الرابع نے آغاز امامت کے دنوں میں ایک بڑا ہی دلنشیں واقعہ بیان فرمایا تھا۔ ایک گائے ندی پار کرنے لگی بچھو نے کہا مجھے بھی پیٹھ پر بٹھا لو جب وہ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچی دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کی پیٹھ پر جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا یہ کیا اس گائے نے کہا کہ میں ندی پار کرنے لگی بچھو نے مجھے کہا کہ مجھے بٹھا لو میں نے بٹھا لیا۔ اور اس نے میرا یہ حال کر دیا پوچھنے والے نے کہا کہ تم نے غوطہ کیوں نہ لگا دیا تاکہ تم اس سے آزاد ہو جاتی گائے نے کہا جو اس کی فطرت ہے اس نے اپنا کام کر دکھایا میرا کام بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا ہے شیریں دودھ مہیا کرنا ہے بچھو اپنی گندی فطرت سے باز نہیں آتا تو میں اپنی پاک فطرت کیوں بدل لوں۔

یہ غیر از جماعت دوست ملک حق نواز صاحب سابق کونسلر رہائش نزد ریلوے اسٹیشن لالیاں ہیں۔ ان سے یہ گفتگو جمعرات 17- جولائی 1997ء کو فضل عمر ہسپتال میں ہوئی۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کے کمرے کے باہر بنچ پر بیٹھے تھے۔ جہاں انہوں نے خاکسار کو یہ بات سنائی۔

بقیہ صفحہ 3

ہیں۔

اس کتاب کو ہفتے کے سات دنوں کی مناسبت سے سات احزاب میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ ہر روز ایک وظیفہ یا درود پڑھا جائے تو سات دنوں میں سارے درود مکمل ہو جائیں مثلاً پہلا پہلا حزب یہ ہے "الحزب الاول فی یوم الاثنین" 263 صفحات پر مشتمل یہ کتاب عربی زبان میں ہے لیکن اس کی عربی اتنی آسان ہے کہ عربی کا ابتدائی طالب علم بھی اسے آسانی سے پڑھ سکتا ہے کتاب کے آخر میں مشہور قصیدہ بردہ لکھا گیا ہے۔

محمد اشرف کاہلوں

مکرم غلام مصطفیٰ چغتائی

1997ء کے مہینہ مئی کی 27 تاریخ تھی کہ ہمارے ایک پرجوش داعی الی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سان گمان بھی نہ تھا کہ ہمارے یہ ساتھی اتنی جلدی داغ مفارقت دے جائیں گے۔ اس لئے یہ سناؤنی برق سے کم نہ تھی۔ ہم سے جدا ہونے والے یہ دوست مکرم غلام مصطفیٰ چغتائی صاحب تھے۔ ان کی زندگی کے کئی رخ جاذب نظر و فکر تھے لیکن دعوت الی اللہ میں جوش جنون سے کم نہ تھا۔ لگتا تھا کہ ان کی زندگی اسی سے عبارت ہے۔ گو ظاہری تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی۔ لیکن باطنی روشنی کا حصہ رکھتے تھے۔ احمدیت میں داخل ہوئے تو شخصیت ہی بدل گئی۔ اس میں ایک نکھار آگیا۔ ملنسار اور شگفتہ خاطر تھے۔ عبادات کا فریضہ ذوق و شوق سے ادا کرتے۔ ان کا ایک احمدی مزاج بن چکا تھا۔ جس کی شادابی پربہار تھی۔

داعی الی اللہ ہونے کے ناطے بعض باتیں ان کی فطرت کا حصہ بن چکی تھیں۔ مثلاً یہ کہ اس کارزار میں وقت کی قید نہ تھی۔ افراد کو زیر دعوت رکھنے کے مواقع کی تلاش میں رہتے۔ خود رابطہ قائم کرتے۔ مختلف حوالوں سے انہیں جماعت کے تعارف کا جذبہ ابھارتے۔

دعوت الی اللہ کے جنون نے خود ان میں مطالعہ کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ سلسلہ کی نئی کتاب کا تعارف کرواتے تو فوراً خرید لیتے۔ خود پڑھتے اور زیر دعوت افراد کو پڑھنے کے لئے دیتے۔ کم عرصہ میں ہی سلسلہ کی کافی کتب کا ذخیرہ انہوں کے کر لیا تھا۔

دعوت الی اللہ کے واقعات سناتے۔ پیش آمدہ مشکل کا حل دریافت کرتے۔ امامت کے ساتھ عشق کی حد تک عقیدت تھی۔ احمدیہ ٹیلی ویژن کے ساتھ یک جان دو جسم والا معاملہ تھا۔ گھر میں ڈش کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ ڈش پر پروگرام دیکھتے اور مرکز عبادت میں آتے تو ان کا ضرور ذکر کرتے۔ اس طرح سے جو احباب کسی وجہ سے پروگرام دیکھ نہ پاتے۔ وہ بھی سن کر استفادہ کرتے اور دوسروں کے لئے قند مکرر پروگرام بن جاتا۔ وڈیو کیسٹیں بھی ان کے پاس تھیں۔ ملاقاتی آتے تو کسی نہ کسی طرح ضرور ان میں ان آوازوں کو سنانے کا موقعہ نکال لیتے۔ دوسرے ڈش سنٹر پر زیر دعوت اشخاص کو لاتے۔ خطبات میں کوشش کرتے کہ ضرور کوئی مہمان ہاتھ لگ جائے۔

رشتہ داروں کے ہاں جاتے تو دعوت حق سے غافل نہ ہوتے۔

ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان بھی گئے۔ بتاتے تھے اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان پر ایک عالم وارفتگی طاری تھا۔ زیارت کا شوق ہر کوچہ میں لے گیا۔ کوچہ ہائے قادیان کے واقعات بڑی عقیدت سے سناتے دعوت الی اللہ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت کو باثمر بھی بنایا۔

مکرم غلام مصطفیٰ صاحب کو کھانسی اور سانس کا عارضہ لاحق تھا۔ لیکن یہ سانس کی تکلیف دعوت الی اللہ میں سنگ راہ ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ اکثر بیان کرتے کہ جب میں دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہوں۔ اس تکلیف کا مجھے احساس بھی نہیں ہوتا۔ جب اس کا دورہ پڑتا ہے۔ اسی کام میں جُت جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسی سے افاقہ دے دیتا ہے۔ زیارت مرکز کا شوق بھی تھا۔ دعوت سے وابستہ افراد کو بھی زیارت مرکز کے لئے لے جاتے۔ تربیتی کلاسز میں شمولیت کرتے۔

ایک پھل جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا تھا۔ اس کی داستان ایمان افروز ہے۔ وہ کم و بیش ان کے ہم عمر تھے۔ وہ دوست خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب العزت کے حضور دعا کی کہ اے بار خدایا! مجھے نیک سیرت رفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی۔ اور ایک بزرگ خواب میں نظر آئے۔ جن کی شخصیت میری آنکھوں میں سما گئی۔ ایک دن غلام مصطفیٰ صاحب سے ملاقات ہوئی تو فوراً خواب والی ہستی کو سامنے موجود پایا۔ دل خوش ہوا۔ اور تعلق خاطر قائم ہو گیا۔ رفتہ رفتہ غلام مصطفیٰ صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا۔ ڈش پروگرام دکھائے۔ عبادات کا عملی طریق دکھایا اور احمدیت میں لے آئے۔ یہ صاحب رانا ارشاد صاحب ہیں۔ اور قبول حق میں درپیش مشکلات کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کر رہے ہیں۔ ان کے واسطے درخواست دعا ہے۔ مکرم غلام مصطفیٰ صاحب ایک شب بیدار دعاگو بزرگ تھے۔ خوش خلق تھے۔ مالی قربانیوں میں بھی برابر حصہ لینے والے تھے۔ نیک خو اور ہمدرد انسان تھے۔ خدا تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

> اللہ جلشانہ کی سچی فرمانبرداری اختیار کرو اس کی اطاعت کرو۔ اس کی محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اسی کی عبادت ہو۔ اور اللہ کے مقابل کوئی غیر تمہارا مطاع محبوب معبود مطلوب امید و بیم کا مرجع نہ ہو۔
>
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

> میں تمام جماعتوں سے کہتا ہوں کہ جماعت کی صحیح تربیت کی طرف پوری توجہ کریں۔ اگر جماعت میں سے ایک شخص بھی سست اور غافل ہو جاتا ہے تو وہ طاعون کے کیڑے سے زیادہ جماعت کے لئے زہریلا اور نقصان دہ ہوتا ہے۔ کیونکہ طاعون کے کیڑے کا زہر اس قدر نہیں پھیلتا جس قدر ایسے شخص کا زہر پھیلتا ہے۔ پس ایک آدھ آدمی کی سستی کو بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔
>
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمد طاہر مرزا- ایم- ایل- ایس- سی

ممنونِ احسان

۔ کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس

وہ ذات' وہ ہستی' وہ محسن جس کے محاسن و احسانات اس خطہ ارض پر موجود پانی کے حصہ کثیر کے قطرات کے اعداد و شمار سے بھی بے شمار و بے حساب ہوں' جن کو شمار کرنا تمام حسابی آلات سے کہیں بالاتر ہو۔ اس ذات منان کا کمزور انسان کیسے شکر و سپاس کر سکتا ہے۔ نوع انسان کو اگر ہزار جنم بھی عطا کر دیئے جائیں۔ تو بھی اس محسن و منان ہستی کا ممنون احسان نہیں بن سکتا۔ بنی نوع انسان پر اس ذات حسن و احسان کے احسانات کی لامحدود لامتناہی کڑیاں ہیں۔ جن کا بیان کرنا ہزارہا صدیوں کے عرصہ سے بھی زیادہ ہے۔ تاہم اس مضمون کی وساطت سے صرف ایک کڑی کے ایک چھوٹے سے حصہ کا ذکر پیش نظر ہے۔

اس کائنات ارضی میں ساڑھے پانچ ارب کے لگ بھگ نوع بشر آباد ہے اس نوع بشر کا بیشتر حصہ مظلوم دکھائی دیتا ہے۔ کسی ملک و وطن کا مغرب استحصال و استیصال کر رہا ہے۔ کسی کو یورپ دھکیل رہا ہے۔ کوئی امریکہ کا مرہون منت ہے' کئی وطن اسرائیل کے سامنے سربسجود ہیں۔ کوئی ملت زبردستی ظلم و جبر اور جنگ و جدل کرنے پر مجبور ہے۔ کوئی ملت ظلم و استبداد اور قتال و استیصال کروانے پر مجبور و مامور ہے۔ بعض ممالک غلامی میں اسیر و مقید ہیں۔ اور باقی جو خطہ ارض بچتا ہے۔ ان میں کوئی نفسیاتی غلام ہے۔ کوئی نفسانی غلام ہے۔ کوئی احساس کمتری و برتری میں مقید ہے۔ کسی نے حمیت و عصبیت کی قدغن لگا رکھی ہے۔ کوئی وطن اپنی جمیعت و اکثریت کی غلامی پر نازاں ہے۔ کوئی محتاجی میں اسیر ہے۔ اکثر ممالک مجازی خدا ممالک کے سامنے عابد و زاہد ہیں اور انہیں آقا و داتا مانتے ہیں۔ پھر اس دنیا کی کئی نسلیں جذبات کی غلامی میں دفن ہیں کئی ممالک مذہب کے نام پر غلامی کاٹ رہے ہیں۔ غرضیکہ پوری انسانیت کسی نہ کسی طرح' کہیں نہ کہیں سے مظلومیت یا ظلمیت کی غلامی میں مجبور ہے۔ اور باوجودیکہ راستے دکھائی دیتے ہیں مگر ان چنگلوں سے نکلنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ خیر یہ غلامی کے سلسلے تو چلتے رہتے ہیں لیکن ان غلامی کے سلسلوں میں سب سے اول و افضل سلسلہ غلامی' مظلومیت کی ہے۔ ایسی غلامی کہ جس میں زبان قلم اور ہاتھ سے اپنے تمام جائز و مناسب حقوق سے محروم و مجبور کر دیا جائے۔ یہ وہ غلامی ہے جو بارگاہ ایزدی میں بھی مقبول ہوتی ہے اور پروردگار ایسی مظلومیت کے شکار انسانوں کو پیار و محبت اور احسان و منّ کی نظر و نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس قسم کی مظلومیت انفرادی مقام و مرتبہ کی حامل ہے جو روئے زمین پر سوائے احمدیوں کے اور کسی کو نصیب نہیں (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) اس مظلومیت کے شکرانے اور قدر کرنے کے طور پر ہم عاجز و نابکار اور گنہگار بندے' اس محسن و منان ہستیٔ عالمین کا جتنا بھی شکر و سپاس کریں وہ بہت کم ہے۔ مظلومیت فی ذاتہ بہت بڑا احسان ہے۔ اور یہ مظلومیت روئے زمین پر صرف احمدیت کے ساتھ ہے۔ تلاش مسلسل سے دیکھ لیں یہ احسان عظیم صرف احمدیت پر ہے۔ اس پر اس ذات محسن و غفور و رحیم کا جتنا بھی شکرانہ کریں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پھر یہ جو پیارا سا احسان مظلومیت ہے' اس "احسان" کے بدلہ میں بھی احسانات اور افضال الٰہی کا لامتناہی والامحدود دائرہ عطا کیا گیا ہے اور یہ جو مظلومیت کی روح ہے اس کا دائرہ کائنات میں پھیلے ہوئے احمدیوں میں کسی نہ کسی رنگ میں اور کسی نہ کسی طرح پایا جاتا ہے۔ یہ مظلومیت کتنا عظیم خزانہ ہے۔ اس مظلومیت کی بدولت حضرت بانی سلسلہ عالیہ کو ہزاروں کی تعداد میں خطوط و مکاتیب ملے جو بدکلامی اور بدخلقی سے بھرے پڑے تھے۔ مگر "عافیت کے حصار" کے مصداق نے راضی برضائے الٰہی کا کامل اور اتم نمونہ پیش فرمایا۔ اس مظلومیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ۔

پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

اور اس صبر و استقامت کا فلسفہ یہ تھا کہ

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشک چمن اس دن
ہے قادر مطلق یار میرا تم میرے یار کو آنے دو

اس احسان الٰہی کے پھل اک سے ہزار ہوئے۔ ہزار سے لاکھوں ہوئے۔ اور اب لاکھوں سے کروڑوں کے دائرہ میں وسعت پا چکے ہیں۔ پس آج ہم اس محسن و منان ہستی کے سامنے ممنون احسان ہیں جس نے یہ نعمت الٰہی ہمیں عطا کی۔ اس مظلومیت کے بدلہ میں اس محسن نے بہت کچھ عطا کیا جس کی ایک جھلک کچھ ایسے بنتی ہے۔

اس کی عطایات راحت و سکون' اطمینان و طمانیت' رحمت و برکت' فضل و کرم اور احسان' قبولیت دعا کے لاکھوں کرشمے' کرامات صادقین' تائید و نصرت الٰہی' عالمی سکون' دینی و روحانی سکون' توفیق خدمت دین حق' توفیق خدمت انسانیت' اخلاق فاضلہ و اخلاق کریمانہ کے اظہار کے مواقع' صبر و استقامت کے بے پناہ نمونے' بے راہ اور نفسی نقطوں میں قید و بند کو آزادی نصیب کرنے کی طاقت' انسانیت کو توحید' دین حق اور اخلاق کی طرف بلانے کی توفیق پھر دنیا اور دنیا والوں کی ظاہری لعنتوں کے خطابات و القابات لینے کی ہمت جو دنیا میں بھی دھوئیں کی طرح غائب ہو جاتی ہیں۔

پھر بے پناہ انوار الٰہی' افضال الٰہی' اور رحمت الٰہی کی بارشوں کو آسمان سے نازل ہوتے مشاہدہ کرنا جو ہمارے لئے روحانی' دینی' قلبی اور ذہنی سکون کا باعث بنیں۔ پس کیا ہم میں ان لامتناہی افضال و فیوض اور رحمتوں کی بارشوں کے شکرانے اور قدر کرنے کی توفیق ہے۔ وہی توفیق جو اللہ نے بخشی ہے اے اللہ! تیرا شکر و سپاس کرتے ہیں۔ مگر۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اے اللہ تو ہی ہمیں اس کے بدلہ میں صحیح طور پر شکرانے اور قدر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ امر واقعہ یہ ہے کہ۔

وہ زبان لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

پس اے انسان! اس مظلومیت' جس کے لامتناہی فضائل و انوار ہیں اور جو لاکھوں سکون و آرام اور کروڑوں آسائشوں سے اعلیٰ و اولیٰ ہے اس کی عملی طور پر قدر دانی کرو اور اپنے آپ کو اس کے بدلہ میں اللہ کی خاطر اس کی مخلوق کی خاطر وقف کر دو۔ آج کی مظلوم انسانیت کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے مشاہدہ و ملاحظہ کر لیں کہ ہمیشہ مظلوم اور مظلومیت کی آوازیں دنیا میں انقلاب برپا کرتی ہیں اور وہ کارنامے دکھاتی ہیں کہ جو کسی فاتح' صاحب اقتدار و طاقت اور ظالم و جابر کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس کائنات ارضی میں تمام ملتیں مظلومیت سے شروع ہوئیں اور ان مظلوموں نے وہ فتوحات حاصل کیں جو آج بھی سنہری تاریخ کے اوراق اولیٰ ہیں۔

پس تاریخ عالم بھی آپ کے ساتھ ہے۔

پس اس مظلومیت سے کماحقہ فائدہ اٹھا کر دوسری انسانیت کو جو قسما قسم کی مظلومیت سے دوچار ہے اسے آزاد کروائیں اور اس مظلومیت کا مزہ ان کو چکھائیں جو دراصل افضال و فیوض و انوار الٰہیہ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارکہ شمس

ملکی ترقی میں خواتین کا کردار

گزشتہ دنوں میں اپنی ایک پرانی ڈائری دیکھ رہی تھی کہ اچانک ایک صفحہ پر مشہور کالم نگار جناب منو بھائی کا آٹوگراف دیکھا جو انہوں نے 1993ء کو ہمارے گھر میں دیا تھا۔ دراصل وہ ان دنوں کاروان علم و آشتی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے سیمینار "دور حاضر اور حقوق انسانی" میں بطور مہمان خصوصی ربوہ تشریف لائے تھے۔ میری درخواست پر انہوں نے یہ خوبصورت آٹوگراف بلکہ ہدایت تحریر کی۔ ڈائری کا یہ ورق اس وقت میرے سامنے ہے اور میں مناسب سمجھتی ہوں کہ یہ تحریر قارئین الفضل خاص طور پر ناصرات اور لجنہ کے لئے پیش کیا جائے۔

"مبارکہ شمس بیٹی کے لئے

اپنے ماحول' معاشرے اور ملک کو بدلنے اور بہتر بنانے میں جو کام خواتین کر سکتی ہیں وہ مرد حضرات نہیں کر سکتے اگر کر سکتے ہیں تو وہ خواتین جیسی جرات اور ان جیسے سلیقے سے نہیں کر سکتے۔ میں چاہوں گا کہ آپ بھی ان خواتین میں شامل اور شریک دکھائی دیں۔ میں یقیناً آپ کو آپ کے عمل سے پہچان لوں گا۔"

منو بھائی ربوہ
تاریخ 93-4-18

اب جبکہ ہم اپنے ملک کی آزادی کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ 1947ء سے لے کر آج تک ہمارے ملک کے حالات خراب ہی ہوئے ہیں۔ ہر سچے پاکستانی کے دل میں یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ ہمارے ملک اور معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ ہو اور ملک میں خوشحالی اور ترقی ہو اور ہمارا ملک بھی دوسری ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہو جائے۔ یہ سب باتیں ایک دن میں تو نہیں ہو سکتیں لیکن اگر ہر پاکستانی کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو تو اس ملک کے حالات بدل سکتے ہیں۔ اپنے ماحول معاشرے اور ملک کو بدلنے اور بہتر بنانے میں خواتین مردوں سے زیادہ سلیقے اور جرات سے کام کر سکتی ہیں اور اس کے لئے جو خواتین کچھ نہ کچھ لکھ سکتی ہیں وہ اپنے قلم کے زور سے ملک اور معاشرے کی برائیوں کو بے نقاب کر سکتی ہیں ملک کو سنوارنے کے لئے اچھی اور عمدہ تحریریں لکھ سکتی ہیں۔

اسی طرح خواتین کو اندرون خانہ اپنے گھر کا نظام عمدہ طریق پر چلانے کے لئے مقررہ بجٹ میں مہینہ چلانا ہوتا ہے اور ذہین خواتین بڑے متوازن طریقے سے اپنا ماہانہ خرچہ پورا کرتی ہیں ان میں بچت کی عادت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اس مہارت اور فن کی وجہ سے خواتین ملکی اقتصادیات کو اچھے طریقے سے سمجھ سکتی ہیں اور اس سلسلے میں مفید مشورے دے سکتی ہیں۔

بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ اگر بچے کی تربیت اس رنگ میں کی جائے کہ وہ جھوٹ' چوری' حسد' بغض سے بچپن سے ہی نفرت محسوس کرے اور پرہیزگاری' تقویٰ اور صفائی جیسی خصوصیات اپنائے تو بڑا ہو کر اپنے اندر اچھی عادات رکھے گا اور وہ متقی اور بااصول انسان بنے گا۔ ماؤں کی اچھی تربیت اور تعلیم کی وجہ سے ہماری آئندہ نسل محفوظ ہو سکتی ہے اس طریقے سے ہمارا ملک سنور سکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماں اس بچے کے لئے پہلے خود نمونہ بنے ان سب برائیوں سے نفرت کرنے والی اور اچھائیوں سے محبت کرنے والی ہو۔ اس ضمن میں سب سے ضروری بات خواتین کی تعلیم ہے۔ ہمارے ملک میں 70% آبادی دیہاتی ہے جہاں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی حالانکہ لڑکیوں کی تعلیم بھی لڑکوں کی تعلیم کی طرح بے حد ضروری۔ تدریس' میڈیکل اور کمپیوٹر کے شعبہ میں خواتین ملکی ترقی میں حصہ لے سکتی ہیں لیکن اگر ہمارے ملک کی خواتین زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریں اور جناب منو بھائی کی اس تحریر پر غور کریں۔

بقیہ صفحہ 1

کرو۔ چونکہ وہ بڑا فرمانبردار اور سعادت مند بھائی تھا اس نے فوراً تسلیم کر لیا اور زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس کے داخلہ کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کے قابل ہے۔ جس ماحول میں یہ بچے پلے بڑھے ان کے گھرانہ میں کلام الٰہی پڑھنا پڑھانا تو درکنار عبادت تک کا رواج نہ تھا۔ واقف بھائی نے چونکہ کلام الٰہی ناظرہ بھی نہ پڑھا تھا لہٰذا انٹرویو بورڈ نے جامعہ میں داخلہ دینے سے انکار کر دیا۔ اگلے روز بڑا بھائی محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا جو بورڈ کے ایک موثر اور معزز ممبر تھے۔ عرض کیا گیا کہ مولانا "ہم کلام الٰہی کہاں سے پڑھتے۔ کون پڑھاتا۔ اب تو ہم جماعت کے پاس حاضر ہو گئے ہیں کہ ہمیں کلام الٰہی پڑھائیں" یہ بات ان کے دل کو لگی۔ انہوں نے داخل کر لینے کا وعدہ فرمایا۔ اس طرح بڑے بھائی کی حکمت عملی اور کوشش سے چھوٹے بھائی کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اب نیا رنگ شروع ہوتا ہے وہ ایسے کہ۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ قریباً تین برس بعد اس یتیم لڑکے کی شادی ربوہ کے ایک معزز علمی گھرانہ میں ہونا طے پائی۔ تب والدہ بیٹے کی شادی میں شمولیت فرمانے کے لئے ربوہ آنے پر آمادہ ہو گئیں۔ یہ تھی اولاد سے محبت اور ماں کی ممتا۔ اس طرح شادی سے چھ ماہ پہلے ہی بیٹا اپنی امی جان کو ربوہ لانے میں کامیاب ہوا۔ یہ رب رحیم کا بڑا احسان تھا جو ہوا۔ شادی سے پہلے مبارک مہینہ تھا۔ بیت مبارک میں درس کلام الٰہی ہوتا تھا جس کی بڑی روح پرور کیفیت اور شان ہوتی تھی۔ سارا ربوہ امڈ آتا تھا۔ یہ بیٹا بھی والدہ صاحبہ کو ہمراہ لئے باقاعدہ شمولیت کرتا۔ یہ روح پرور اور وجد آفرین نظارہ دیکھ کر والدہ بہت متاثر ہوئیں۔ پھر بیٹے نے اپنی شادی ارادۃً جلسہ سالانہ کے ایام میں رکھی تھی یعنی 27 دسمبر 1964ء جلسہ پر جب انبوہ کثیر دیکھا تو ایک روز دریافت فرمایا۔ بیٹا کیا یہ سارے لوگ احمدی ہیں۔ عرض کیا جی امی جان یہ سارے احمدی ہیں مگر کچھ آپ کی طرح کے بھی ہیں جو جلسہ دیکھنے آئے ہیں۔ پھر بھی سارے پاکستان سے سارے احمدی تو نہیں آسکتے جو آئے ہیں ان سے زیادہ اور بھی ہیں۔ پہلے چونکہ دل میں صرف سنی سنائی باتیں تھیں اور چونکہ وہ صاف گو اور صاف دل تھیں۔ فرمایا بیٹا پھر میں بھی احمدی ہوتی ہوں۔ دونوں بیٹوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کتنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور بہت جلد جلد ہوا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ہے ہر شئے۔ پس احمدی ہونے کے بعد وہ ایک بار اور صرف ایک بار گاؤں گئیں۔ سامان اٹھا کر ربوہ لے آئیں۔ پھر زندگی بھر گاؤں جانے کا نام تک نہ لیا۔ باقاعدہ لجنہ کے اجلاسات میں شریک ہوتیں نظام وصیت سے منسلک ہو گئیں اور پوری طرح عبادت گزار بن گئیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اس کنبہ کو جھونپڑیوں سے اٹھا کر بین الاقوامی شہرت کے حامل علم و عرفان کے شہر میں لا بسایا۔

اب پھر اللہ جل شانہ کے فضلوں کے دریچے اور رنگ میں وا ہونے شروع ہوئے۔ وہ اس طرح کہ بڑے بھائی نے پرائیویٹ ایف۔ اے بی۔ اے پھر بی ایڈ کے امتحانات پاس کر لئے اور ایم اے کا امتحان بھی دے مارا۔ ادھر واقف زندگی بھائی نے محنت شاقہ سے بروقت جامعہ احمدیہ سے "شاہد" کی عظیم ترین ڈگری حاصل کر لی۔ اور بطور مربی سلسلہ خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ میدان عمل میں ساتھ ساتھ ایم اے تک تعلیم حاصل کر لی۔ تیسرا اور منجھلا بھائی جو پرائمری سے آگے نہ جاسکا وہ بھی والدہ صاحبہ کے ہمراہ احمدی ہو گیا۔ اس طرح اسے بھی مرکزی ادارہ میں بذریعہ ملازمت خدمت کا موقعہ مل رہا ہے۔ بڑا بھائی جو اس کہانی کا مرکزی کردار ہے کے ہاں دو بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔ واقف زندگی بھائی کو گیمبیا خدمت دین کے لئے بھجوا دیا گیا۔ پھر نائیجیریا اور پھر 1989ء سے یو کے میں خدمت سلسلہ بجا لا رہا ہے۔ زمانے میں جہاں خوشیاں ملتی ہیں غم بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہوا یوں کہ بڑے بھائی کی اہلیہ 1973ء میں پانچ کم سن بچوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ اور ان کے پانچوں بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کی ضعیف مگر باہمت اور جواں ہمت دادی اماں کے کندھوں پر آن پڑی۔ جسے انہوں نے نہایت صبر و تحمل اور حکمت و دانائی سے نبھایا۔ پہلے اپنے تین بچوں کو پالا پھر پوتوں پوتیوں کو۔ حقیقت ہے اور زمانہ گواہ ہے کہ جس خلوص اور محنت سے پوتوں اور پوتیوں کو پڑھایا الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ایسی محنت شاقہ کی کہ لاجواب۔ جاننے والے حیران ہوتے تھے کہ بچوں کو دادی اماں نے ماں کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ان کی محنت اور قربانی کو رب کریم نے بڑا نوازا۔ دونوں پوتے اعلیٰ ڈاکٹر بن گئے۔ جب وہ اپنی اپنی جاب سے گھر آتے تو دادی اماں پھولی نہ سماتیں۔ جب بڑا پوتا ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے یو کے گیا تب انداز دعاؤں سے بھجوایا اور ہر آن اداس رہنے لگیں۔ صد آفرین دادی اماں! اسی طرح پوتیاں تینوں گریجوایٹ بن گئیں۔ بڑی بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ منجھلی بی۔ اے اور چھوٹی جسے ماں [illegible] برس کا چھوڑ گئی ایم ایس سی۔ بڑی محبت سے ایک پوتے اور دو پوتیوں کی شادیاں کیں۔ پوتیوں کی اولاد سے بھی پیار بانٹا۔

ادھر واقف زندگی بیٹا جب پہلی بار گیمبیا گیا تو کچھ متردد سی ہوئیں مگر جوں جوں نظام سلسلہ اور امامت سے واقفیت ہوتی گئی بیٹے کی خدمت دین کو فضل الٰہی گرداننے لگیں اور فخر سے بیان فرماتی تھیں کہ میرا بیٹا خادم دین ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دیہاتی یتیم بچے کو اس کی ان پڑھ مگر علم کی قدردان ماں کی قربانیوں اور جدوجہد کو کتنے فضلوں سے نوازا۔ بہت سے واقعات طوالت کی وجہ سے چھوڑنے پڑے۔ بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی توفیق اور مدد مانگتا رہے تو وہ انسان کو۔ ایک غریب مسکین اور نادار انسان کو بھی نوازنے پر آئے تو وہ بے شمار افضال و انوار دے ڈالتا ہے تاکہ اس کا بندہ شکر گزار بنے یہاں یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ یہ باہمت خاتون اپنی قربانیوں اور محنتوں کے بے شمار پھل کھا کر 21 نومبر 96ء کو 83 برس کی عمر پا کر چند روز بیمار رہ کر اپنے مولائے حقیقی کے ہاں حاضر ہو گئیں اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آج تک دستگیری فرمائی۔ پردہ پوشی فرمائی۔ مزید اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ ان کی والدہ صاحبہ کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ نسل در نسل احمدیت کی خدمت کی توفیق پانے والے بنائے۔ آمین۔

ٹوٹے دلوں کو بنا دے جب نگاہ فضل ہو
پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کر دے تار تار
قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

احمدیہ ٹیلی ویژن
انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 30۔ جولائی 1997ء

12-00	[illegible] کلاس۔
1-00	اراؤنڈ دی گلوب۔ ہماری کائنات۔
2-00	[illegible] کلاس۔
3-00	فرنچ زبان سیکھئے۔
3-30	حکایات شیریں۔
4-00	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
4-30	چلڈرنز کارنر
5-00	لقاء مع العرب۔
6-00	طبی معاملات۔ دانتوں کی بیماریاں۔ میزبان۔ ڈاکٹر سلطان اے۔ مبشر۔ مہمان۔ ڈاکٹر نصیر۔ اے۔ خان۔ (حصہ سوم)۔
7-00	اردو کلاس۔
8-00	فرنچ زبان سیکھئے۔
9-00	ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔
10-05	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30	چلڈرنز کارنر۔
11-00	کوئز پروگرام۔ سیرت امام جماعت احمدیہ الثانی حصہ اول۔
12-00	اراؤنڈ دی گلوب۔ ہماری کائنات۔
1-00	لقاء مع العرب۔
2-00	اردو کلاس۔
3-00	سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب۔
4-05	تلاوت۔ خبریں۔
4-30	عربی زبان سیکھئے۔
5-00	افریقن پروگرام۔
6-00	بنگالی پروگرام۔
6-45	ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔
8-00	لقاء مع العرب۔
9-00	فرنچ پروگرام۔
10-05	تلاوت۔ حدیث۔ خبریں۔
10-30	چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت صاحب کے ساتھ۔
11-00	جرمن سروس۔

بقیہ صفحہ

شاہد صاحبہ دونوں کا ذکر فرمایا۔ حضرت یحییٰ کے بارے میں ریسرچ کے ضمن میں حضرت صاحب نے محترمہ ماہا صاحبہ کا نام لیا اور دیگر خدمت کرنے والی خواتین میں صوفیہ صفی، سعیدہ غازی اور ان کی بہن اسماء غازی کا خصوصی تذکرہ فرمایا۔

ترجمہ کی ٹیم کے بارے میں فرمایا اس کا نام F-6 ہے کیونکہ اس میں جو چھ خواتین غیر معمولی کام کر رہی ہیں ان سب کے نام F سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ ہیں فوزیہ رشید، فوزیہ باجوہ، فوزیہ شاہ، فریدہ غازی، فرینہ قریشی اور فرحانہ صادق۔ یہ کتب حضرت بانی سلسلہ کے ترجمہ کا کام سنبھالے ہوئے ہیں۔

ہومیو پیتھک ٹیم میں دو غیر معمولی خدمت کرنے والی خواتین فرحت واکر اور نعیمہ کھوکھر ہیں فرحت واکر نے میرے لیکچرز کو تحریر کی صورت دی۔ اور نعیمہ کھوکھر نے انڈیکس کی تیاری کا کام کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کتاب سے گھر گھر ہومیو پیتھک کلینک بن جائے گا۔ انڈیکس کے ذریعے ہر دوا تک پہنچا جا سکے گا۔ ہومیو پیتھی کے ضمن میں ڈبوں کی سپلائی کے کام میں حفیظ بھٹی اور ان کی فیملی نے کام کیا۔ ہومیو پیتھک کتاب کے ٹائٹل کے بارے میں حضرت صاحب نے فرمایا یہ امریکہ کی عزیزہ نوما نے بنایا ہے۔ شیریں بیگم صاحبہ کے بارے میں فرمایا انہوں نے جب ہومیو علاج شروع کیا تو یہ بیساکھیوں پر چلتی تھیں اب چلنے کے بعد دوڑنے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ ہومیو پیتھک ڈسپنسری میں ڈیوٹی دینے والی مستورات میں سے حضرت صاحب نے قانتہ رشید، عارفہ امتیاز، صبیحہ نون، شگفتہ ناصر، نعیمہ کھوکھر، مبارکہ گلزار اور ناصرہ رشید کا نام لیا۔

حضرت صاحب کی نئی کتاب کے بارے میں مددگار ٹیم کے طور پر حضرت صاحب نے ماہا ربوس اور فوزیہ شاہ کا نام لیا۔ اور فرمایا اس کام کو منصورہ حیدر نے آگے بڑھایا۔ اس کے علاوہ مسرت بھٹی اہلیہ طاہر بھٹی صاحب اور آپا مجیدہ نے پروف ریڈنگ کے کام میں مدد کی۔ اس کتاب کی تیاری میں آخری مددگار ٹیم میں منیر الدین شمس صاحب، فریدہ غازی اور فرینہ قریشی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت صاحب نے صالحہ صفی کی خدمات کا خصوصی تذکرہ فرمایا۔

حضرت صاحب نے اردو کلاس کا ذکر فرمایا اور انگریزی کلاس میں ناصرہ رشید اور ان کی ساتھیوں کا تذکرہ فرمایا۔

حضرت صاحب نے فرمایا سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بچیاں ہیں جو احمدیہ ٹیلی ویژن میں اور دیگر خدمات بجا لا رہی ہیں۔ اور نیک کاموں میں مصروف ہیں۔ وہ اپنے بیمار بچے، بیمار مائیں اور گھر کے کام چھوڑ کر دین کا کام کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے آج جماعت احمدیہ کے کاموں میں احمدی خواتین کا نمایاں دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں جزاء عطا کرے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 29 جولائی۔1997ء
درجہ حرارت کم از کم 28 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 35 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم نے ناانصافی اور ظلم کے خلاف جنگ شروع کر دی ہے۔ کراچی سے خیبر تک جہاں کہیں بھی ظلم ہو گا میں خود وہاں پہنچوں گا۔ اور مسائل ہر کسی کا دروازے پر حل ہوں گے۔ ہم غریب کسانوں کا حق مارنے والوں کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ یہ باتیں انہوں نے سندھ میں سانگھر اور تھر کے مقام پر کاشتکاروں اور کسانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ وزیراعظم کاشتکارں اور کسانوں کی شکایت کا نوٹس لیتے ہوئے سندھ کے دوردراز علاقوں میں نہر سے سپلائی ہونے والے پانی کا جائزہ لینے گئے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے پاس جب بھی وسائل مہیا ہوئے تو ہم کاشتکاروں کو ٹیوب ویل۔ ٹریکٹر کھاد اور بیج بھی مہیا کریں گے۔ انہوں نے حکم دیا کہ سندھ پولیس اور محکمہ آب پاشی نہری پانی کی چوری کا مل کر خاتمہ کریں۔

○ پولیس نے کمانڈو ایکشن کے ذریعے سرگودھا میں متحدہ کسان کنونشن ناکام بنا دیا۔ اور کسان بچاؤ تحریک کے کنوینر ناصر جاوید گھمن سمیت متعدد کسانوں کو گرفتار کر لیا۔ جبکہ کسانوں نے اس کے مقابل میں حکومت کو چیلنج کرتے ہوئے جیل بھرو تحریک شروع کر دی ہے۔ اور 24۔ اگست کو کسان قومی کنونشن کا اعلان کر دیا ہے۔

○ وزارت قانون وانصاف کے ایک ترجمان نے اس خبر کو غلط قرار دیا ہے کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے جج صاحبان کی ریٹائرمنٹ کی عمر کم کرنے کے لئے آئین میں ترمیم کی کوئی تجویز ہے۔ ترجمان نے اخبارات سے اپیل کی ہے کہ وہ ایسی خبریں شائع کرنے سے پہلے تصدیق کر لیا کریں۔

○ جعلی پوسٹ مارٹم رپورٹ دینے پر سیالکوٹ کے تین ڈاکٹروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے جبکہ ان کے چوتھے ساتھی کی تلاش جاری ہے۔ واقعات کے مطابق پسرور پولیس نے شکیل نامی نوجوان کو تشدد سے مارنے کے بعد واقعہ کو خودکشی قرار دے دیا اور میڈیکل بورڈ میں شامل اور پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹروں نے بھی ملزموں کو بچانے کے لئے غلط رپورٹ داخل کی۔ مگر خود منسلک رپورٹ نے بھانڈا پھوڑ دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود موقعہ پر جاکر معاملے کا جائزہ لیا اور پولیس کو ضروری کارروائی کا حکم دیا۔

○ چکوال کے علاقہ میں طوفانی بارش نے تباہی مچادی اور بعض جگہوں پر بارش کا پانی سیلابی شکل اختیار کر گیا۔ چکوال سے 19 کلو میٹر دور چوا سیدن شاہ کے قصبہ میں 15 فٹ بلند سیلابی پانی کا اتنا دباؤ تھا کہ کئی بسیں۔ ٹرک۔ ویگنیں نالے میں بہہ گئیں۔ پانی دکانوں میں داخل ہو گیا اور لاکھوں کا سامان پانی کی نذر ہو گیا۔ اتوار کو لاپتہ ہونے والے چودہ افراد میں سے سات افراد کی لاشیں مل گئی ہیں اور باقی کی تلاش جاری ہے۔

○ چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے وزیراعظم نواز شریف سے ملاقات کی اور وزیراعظم کو فوجداری نظام انصاف اور جیل اصلاحات کے بارے میں پاکستان لاء کمیشن کی رپورٹ پیش کی۔ اور امید ظاہر کی کہ حکومت کمیشن کی سفارشات پر سنجیدگی سے غور کرے گی کیونکہ یہ سفارشات حکومت کی جلد انصاف فراہم کرنے کی خواہش پوری کرنے کے لئے مفید اور عملی نوعیت کی ہیں۔ اس پر وزیراعظم نے انہیں یقین دلایا کہ حکومت ان سفارشات پر پوری توجہ دے گی۔

○ آل پارٹیز حریت کانفرنس کے سربراہ میر واعظ مولوی عمر فاروق نے کہا ہے کہ کشمیر ایک سیاسی معاملہ ہے۔ انہوں نے بھارتی وزیراعظم اندر کمار گجرال کی اس پیش کش کو رد کر دیا ہے جس میں انہوں نے کشمیری راہنماؤں کو مذاکرات کی دعوت دی تھی۔ میر واعظ عمر فاروق نے کہا ہے کہ بھارت اپنی پیش کش میں مخلص نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک بھارتی فوج کشمیریوں پر مظالم بند نہیں کرتی مذاکرات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

○ وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف نے ایم کیو ایم کو متحدہ قومی موومنٹ میں تبدیل کرنے کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک بہت اچھا فیصلہ ہے۔ اب قومی سیاست کا وقت آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیگر چھوٹی سیاسی جماعتوں کو بھی چاہئے کہ ایم کیو ایم کی طرح قومی دھارے میں آجائیں۔ ہم سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اس فیصلے سے ملک کے مسائل بھی احسن طریقے سے حل ہوں گے۔ انہوں نے کہا اب بلوچستان کی سیاسی پارٹیوں کو بھی ایم۔کیو۔ایم کی تقلید کرنی چاہئے۔

○ ملک بھر میں احتساب کمیٹیوں کے ارکان کے ناموں کو حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ ڈویژنل احتساب کمیٹیوں کے ارکان سے وزیراعظم فیصل مسجد اسلام آباد میں اجتماعی حلف لیں گے۔ حلف برداری تقریب فیصل مسجد سے براہ راست ٹی۔وی۔ اور ریڈیو سے نشر ہو گی۔ حتمی تاریخ کا جلد اعلان ہو گا۔ ضلعی اور تحصیل کمیٹیوں کے ارکان اپنے اپنے شہر کی بڑی مساجد میں حلف اٹھائیں گے۔ لاہور کی تقریب بادشاہی مسجد میں ہو گی۔

○ پنجاب حکومت نے تجویز پیش کی ہے کہ انسداد دہشت گردی کی عدالتیں جیلوں میں قائم کی جائیں عدلیہ کی منظوری کے بعد پنجاب کی تمام جیلوں میں عدالتیں کام شروع کر دیں گی۔ اس اقدام سے بحفاظت سماعت ہو سکے گی۔

○ پشاور کے محلہ اسلام آباد میں منشیات کے سمگلروں کی مسجد پر فائرنگ کے نتیجہ میں 2 نمازی ہلاک اور 2 زخمی ہو گئے۔ ایک مقتول پر مخبری کا شبہ تھا زخمیوں میں امام مسجد بھی شامل ہے۔ واقعہ عشاء کی نماز کے وقت پیش آیا۔

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ موٹروے نیا رجحان مرتب کرے گی۔ ان کی صدارت میں ہونے والے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لاہور رنگ روڈ۔ اور فلائی اوور کے لئے بین الاقوامی فرموں سے ٹنڈر طلب کئے جائیں۔ ان منصوبوں پر 17۔ ارب روپے لاگت آئے گی۔ رنگ روڈ 2 سو فٹ چوڑی ہو گی۔ لاہور ایکسپریس وے کے نام سے فلائی اوور ابتدائی طور پر راوی روڈ سے گورنمنٹ کالج چوک تک تعمیر کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مال روڈ پر تین انڈر پاس بنانے کی بھی ہدایت کی گئی۔

○ سندھ ہائی کورٹ کے احتساب بنچ نے سندھ میں سستے داموں الاٹ کی گئی زمینوں کو ضبط کئے جانے کا حکم جاری کیا ہے۔ احتساب بنچ نے سابق وزیر اعلیٰ عبداللہ شاہ سابق سیکرٹری لینڈ یوٹیلائزیشن اور درگاہ لعل شاہباز قلندر کے گدی نشین کے خلاف ریفرنس میں سپیشل پراسیکیوٹر کی درخواست منظور کر لی۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے سابق چیئرمین ایڈمیرل (ر) اکبر ایچ خان کے خلاف چار ریفرنسوں کی سماعت 15۔ اگست تک ملتوی کر دی گئی۔

○ بھارت کے وزیر دفاع ملائم سنگھ یادو نے بھارتی پارلیمنٹ کو بتایا کہ بھارت پاکستانی میزائلوں سے پیدا ہونے والے کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لئے تیار ہے ہمارے پاس بہتر صلاحیتیں ہیں۔ اور ہم اپنی دفاعی ضروریات میں خود کفیل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی میزائل پورے بھارت کو نشانہ بنانے کے قابل بھی ہو جائیں تب بھی ہمیں پرواہ نہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں علم ہے کہ پاکستان چین سے میزائل حاصل کر رہا ہے۔ اور ہم اس کی ساری صورت حال کو مانیٹر کر رہے ہیں۔

○ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین نے جناح گراؤنڈ عزیز آباد میں اپنے ٹیلی فونک خطاب میں اقلیتوں کے ساتھ مساوی سلوک کا اعلان کیا۔ اور کہا کسی اقلیت کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہئے۔

ربوہ میں پہلی بار چائنیز کھانوں کا افتتاح
پاکستان کی گولڈن جوبلی کی خوشی میں
یکم اگست تا 14 اگست تک
☆ پانچ فیصد کی تمام کھانوں پر خصوصی رعایت
☆ چائنیز کھانوں کا افتتاح یکم اگست کو ہو گا
لذیذ چرغہ ہاؤس
کالج روڈ ربوہ رابطہ فون 918۔04524

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۴۰ گرام ۳۰/۔ ۹۰ گرام ۹۰/۔ ۱۰۰ گرام ۱۵۰/۔ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۲۵۰/۔
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز پوٹنسیاں، چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیوکیمک ادویات، سادہ گولیاں ٹکیاں شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیوپیتھک کتب نیز ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکیج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص فارم CDF ۱۵/۔ روپے میں ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ
فون سیلز 211283 کلینک 771 211054
فیکس 212299

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے
بلاجھجک تشریف لائیں
زیورات کی دنیا میں معروف نام
نسیم جیولرز
دکان 212637 گھر 212175
میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ